حضرت عمرو بن العاص کی فصاحت وبلاغت اور حکیمانہ اقوال کا تجزیاتی مطالعہ

An Analytical Study of The Eloquence and Wise Statements of Hazrat Amr bin Al Aas (RA)

Imtiaz Ahmad Rafraf [1]
Dr.Abul Hassan Shabbir Ahmad [2]

Abstract:

A renowned companion of the Prophet Muhammad (PBUH) Hazrat Amr bin Al-Aas (RA) was a skilled military leader, diplomat and administrator. He was born in Makkah around 580 CE. Initially, He (RA) opposed to Islam but later accepted the faith in 629 CE. He (RA) was known for his exceptional eloquence, which played a significant role in his success as a diplomat, military leader and administrator. His addresses and letters showcased his ability to communicate effectively, using simple and straightforward language to convey his message. He avoided ambiguity ensuring his audience understood his message clearly. He presented logical arguments, using examples and anecdotes to illustrate his points. He used emotional appeals to touch the hearts of his audience, demonstrating empathy and understanding. He listened attentively to his audience and adapted his communication style to suit them. His eloquence promoted cohesion Arab tribes. His persuasive arguments and emotional appeals helped convert many non-Muslims to Islam. Overall Hazrat Amr bin Al-Aas's (RS) eloquence was a key factor in his success and his addresses and letters continue to inspire and influence people to this day. In this article we shall discuss about the eloquence and agreements of Hazrat Amr bin Al-Aas (RA).

Keywords: *Hazrat Amr bin Al-Aas (RA), logical arguments, eloquence, wise statements*

صحابہ کرام حضرت محمد ﷺ کے شاگرد ہیں اور آپ ﷺ کی مثالی تعلیم و تربیت کا مظہر ہیں۔ انھیں آستانہ نبویؐ پر اس طرح سینچا گیا کہ انھوں نے زندگی کے ہر شعبے میں کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ کوئی صداقت کا تاجور بنا تو کوئی عدالت کی مثال بنا، کسی نے شرافت کی انتہاء کر دی تو کسی کو شجاعت نے سلامی پیش کی، اسی طرح کوئی مفسر تو کوئی محدث کوئی فقیہہ بنا تو کسی نے سیاست کو عروج بخشا کوئی عظیم سپہ سالار ہو کر فاتح اعظم ہوا تو کسی نے جہاں بانی اور جہاں داری کے سلیقے اور ڈھنگ سکھائے اور کسی نے عبادت و ریاضت میں کمال کر دیا۔ نیز روزمرہ زندگی میں کوئی ایسا شعبہ نہیں جس کے بارے میں اصحاب رسولؐ کی سیرت سے رہنمائی نہ ملتی ہو۔ صحابہؓ کرام کے اسی مقدس قافلے میں ایک جلیل القدر صحابیؓ سیدنا عمروؓ بن العاص ہیں جن کا شمار ان چند کبار صحابہؓ کرام میں ہوتا ہے جنھیں

[1]. Ph.D Reasearch Scholar, Department of Hadith, The Islamia University of Bahawalpur

[2]. Associate Professor/Chairman, Department of Hadith, The Islamia University of Bahawalpur

دربارِ رسالت کے چہیتے صحابیؓ ہونے کا اعزاز حاصل ہوا اور جو ایک عظیم مدبر اور زیرک سیاست دان ہونے کے ساتھ ساتھ قادرالکلام اور فصیح و بلیغ خطیب، بہترین شاعر اور فہم و فراست اور تدبر و تفکر میں اپنی مثال آپ تھے۔

نام و نسب:

ابن عساکر نے آپ کا جدی سلسلہ نسب یہ لکھا ہے۔

"عمروبن العاص بن وائل بن هاشم بن سعیدبن سهم بن عمرو بن هصیص بن کعب بن لؤی بن غالب"۔[1]

جبکہ ابن عساکر کے مطابق آپ کا ننھیالی سلسلہ نسب یہ لکھا ہے۔

"النابغة بنت خزیمة بن الحارث بن کلثوم بن حریش بن سواءة بن عمرو بن عبدالله بن خزیمة بن الحارث بن جلان بن عتیک بن اسلم بن یذکر بن عنزة بن اسد بن ربیعة بن نزار"۔[2]

آپؓ کی کنیت ابو عبداللہ اور ابو محمد ہے۔

تعلیم و تربیت:

آپؓ بنو سہم کے سردار عاص بن وائل کے بیٹے تھے اس لیے خاندانی طور پر آپؓ میں سردارانہ اور قائدانہ صلاحیتیں اور خصلتیں پائی جاتی تھیں۔ اس زمانے میں لکھنے پڑھنے کا رواج عام نہ ہونے کے باوجود آپؓ نے لکھنا پڑھنا سیکھ لیا تھا۔ جوانی قریش کے نوجوانوں کے ساتھ ٹھاٹ سے گزاری۔ دل بہلانے کے لیے شعر و شاعری تو کرتے تھے مگر شاعری کو کسی کی مدح سرائی یا ہجو گوئی کے لیے استعمال نہیں کیا۔ مال و دولت کو اللہ تعالیٰ کی نعمت جانتے ہوئے اس سے محبت کا اظہار فرماتے تھے۔

جنگ خندق کے بعد آپؓ کا دل اسلام کی طرف مائل ہو چکا تھا چنانچہ 8 ھ میں حضرت خالدؓ بن ولید اور حضرت عثمانؓ بن طلحہ کے ساتھ مدینے آکر اسلام قبول کیا۔

حلیہ:

آپؓ پست قد تھے لیکن جسمانی طور پر بہت مضبوط تھے۔ جسمانی اعضاء کا تناسب خوب تھا۔ کشادہ پیشانی اور سیاہ اور موٹی موٹی آنکھوں کے ساتھ آپؓ کا کھلا ہوا چہرہ خوب جچتا تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے کوئی سردار کا چہرہ ہے۔ حضرت عمر فاروق نے ایک دفعہ آپ کو دیکھ کر فرمایا۔

"نظرعمرالی عمروبن العاص ، فقال : ماینبغی لابی عبدالله ان یمشی علی الارض الا امیرا"۔[3]

---

[1]. ابن عساکر، ابی القاسم علی بن الحسن بن هبۃ اللہ بن عبد اللہ الشافعی، تاریخ مدینہ دمشق، دار الفکر، ج:47، ص:108

Ibn e Asakir, abil Qasim Ali bin Al Hassan, TareeKh Madeena Dimashq, Darul Fikr, Vol : 47, P : 108

[2]- ایضاً: ص:112 Ibid

[3]- ایضاً، ص:70 Ibid

"حضرت عمرؓ نے حضرت عمروؓبن العاص کی طرف دیکھا، پس فرمایا: ابو عبداللہؓ (عمروؓبن العاص) کو زمین پر سردار کے طور پر ہی چلنا چاہیے۔"

ایک جگہ اس طرح فرمایا۔

"ابو عبداللہؓ (عمروؓبن العاص) کا چہرہ تو واقعی ایک سردار کا چہرہ لگتا ہے"۔[1]

وفات:

علامہ ذہبیؒ نے لکھا ہے۔

"توفی عمروؓ لیلة عیدالفطر، فقال اللیث والهیثیم بن عدی والواقدی وغیرهم ، سنة ثلاث واربعین"۔[2]

"عمروؓ عیدالفطر کی رات فوت ہوئے، پس لیث اور ہیثیم بن عدی اور واقدی وغیرہ نے کہا ہے کہ 43ھ میں وفات پائی"۔

آپؓ کی نمازِ جنازہ آپ کے فرزند حضرت عبداللہؓ بن عمروؓبن العاص نے پڑھائی اور مصطم میں سپردِ خاک کر دیا گیا۔

فضائل:

قرآن کریم کی سطر سطر صحابہ کرام کے فضائل و مناقب اور ان کی عزت و عظمت کی آئینہ دار ہے۔ اللہ تعالی نے قرآن کریم میں جس طرح صحابہ کرام کے خصائل وخصائص بیان فرمائے ہیں وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ الہامی طور پر انبیاء کے بعد کسی اور قوم کی ایسی فضیلتیں بیان نہیں ہوئیں جیسے صحابہ کرام کی ہوئیں۔ ان کے فضائل میں سب سے بڑھ کر یہی بات ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھی اور صحابی ہیں اور رضی اللہ عنھم ورضوعنہ اور وکلا وعداللہ الحسنی کا حقیقی مصداق ہیں۔

حضرت عمرو بن العاص بھی نبی کریم ﷺ کے صحابی ہونے کی وجہ سے ان تمام فضائل کو شامل ہیں جو قرآن کریم میں پیغمبر ﷺ کے کسی بھی صحبت یافتہ (صحابی) کے لیے بیان ہوئے ہیں۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ کے فرامین میں صحابہ کرام کے جتنے فضائل بیان ہوئے ہیں ان کو تو حضرت عمرو بن العاص شامل ہیں ہی لیکن آپ کے کچھ انفرادی فضائل لسان نبوت سے بیان ہوئے ہیں جو آپ کی خوبیوں کو ممتاز کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرو بن العاص کے ایمان کی گواہی خود دی۔ جیسا کہ عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" اسلم الناس وآمن عمروؓبن العاص"۔[3]

---

[1]۔ محمد فرج مصری، فاتح اعظم حضرت عمروؓ بن العاص، نفیس اکیڈمی، کراچی، ص: 47

Muhammad Faraj Misri, Fateh Azam Hazrat Amr bin Al Aas,Nafees Acadmy, karacchi, P : 47

[2] ذہبی، شمس الدین، محمد بن احمد بن عثمان، سیر اعلام النبلاء، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، جلد: 3، ص: 77

Zahbi, Muhammad bin Ahmad bin Usman, Siyar Ielaamunobla, Muassturisalah, Berut,V : 3 , P : 77

[3]۔ ترمذی، ابو عیسی، محمد بن عیسی، سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب عمرو بن العاص، حدیث: 3844

"لوگ مسلمان ہو گئے اور عمرؓو بن العاص ایمان لے آئے"۔

اسی طرح ایک اور مقام پر نبی کریم ﷺ نے حضرت عمرؓو بن العاص اور ان کے بھائی ہشامؓ بن عاص کے ایمان کی گواہی دی۔ حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" ابنا العاص مؤمنان : عمروؓ،وهشامؓ"۔[1]

"العاص کے دو بیٹے: عمروؓ اور ہشامؓ مومن ہیں"۔

ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ حضرت عمرو بن العاص کی جنگی صلاحیتوں اور قائدانہ خوبیوں کے معترف تھے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا۔

"عن عمروؓبن العاص، قال : ما عدل بی رسول الله ﷺ وبخالدؓ بن الوليد احداً من اصحابه فی حربه منذ اسلمنا"۔[2]

"حضرت عمرؓو بن العاص فرماتے ہیں کہ خالدؓ بن ولید اور میں جب سے مسلمان ہوئے ہیں تب سے جنگ و جدل کے معاملات میں نبی کریم ﷺ نے کبھی بھی کسی دوسرے صحابیؓ کو ہمارے ہم پلہ قرار نہیں دیا"۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرو بن العاص کو نیک صالح قرار دیا۔

"قال طلحه بن عبيدالله رضی الله عنه سمعت رسول الله ﷺ يقول : ان عمروؓ بن العاص من صالحی قريش"۔[3]

"حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: کہ عمرؓو بن العاص قریش کے صالح لوگوں میں سے ہیں"۔

حضرت عمرو بن العاص کے لیے نبی کریم ﷺ نے مال پسند فرمایا۔

"قال: ياعمرو! نعمابالمال الصالح للرجل الصالح"۔[4]

Tarmazi, Abu Easa, Muhammad bin Easa , Sunan Tarmazi, Kitabul Manaqib, Baab, Manaqib Amr bin Al Aas, H : 3844

[1] ۔ابن حنبل، امام احمدؒ بن حنبل، مسند الامام الاحمد بن حنبل، مسند المکثرین من الصحابۃ، حدیث: 8042

Ahmad bin Hanbal, *Al Musnad*, Musnadul Mukassereen Min Sahaba, H : 8042

[2] الحاکم النیسابوری، الحافظ ابی عبداللہ بن محمد بن عبداللہ، المستدرک علی الصحیحین، شبیر برادرز اردو بازار لاہور، ج:5، ص:149.

Al Hakim Anisapuri , Al Hafiz abi Abdullah bin Muhammad bin Abdullah, Al Mustadrad Alashihain, Shabbir Brothers Urdu Bazar Lahore, V : 5, P : 149

[3] ترمذی، ابوعیسی، محمد بن عیسی، سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب عمرو بن العاص، حدیث:3845

Tarmazi, Abu Easa, Muhammad bin Easa , Sunan Tarmazi, Kitabul Manaqib, Baab, Manaqib Amr bin Al Aas, H : 3845

[4] ابن حنبل، امام احمدؒ بن حنبل، مسند الامام الاحمد بن حنبل، مسند المکثرین من الصحابۃ، حدیث: 17802

"آپ ﷺ نے فرمایا،اے عمرو! نیک مال نیک آدمی کے لیے کیا ہی اچھا ہے"۔

نبی کریم ﷺ نے ان کے گھرانے کو ایک بہترین گھرانہ قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

"نعم اهل البيت عبدالله وابوعبدالله وام عبدالله"[1]

"بہترین گھرانے والے عبداللہ (بن عمرو بن العاص) اور عبداللہ کے والد (عمرو بن العاص) اور عبداللہ کی والدہ ہیں"۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو ایک بہت بڑی فضیلت یہ بھی حاصل ہے کہ جب انھوں نے اسلام قبول کر لیا تو نبی کریم ﷺ نے انھیں اپنا قریبی ساتھی بنالیا۔ چنانچہ ابن حجرؒ عسقلانی لکھتے ہیں۔

"ولما اسلم كان النبى ﷺ يقربه ويدنيه لمعرفته وشجاعته"۔[2]

"نبی کریم ﷺ نے ان کو ان کی بہادری اور معرفت وذہانت کی وجہ سے بہت قریبی ساتھی کا درجہ دے رکھا تھا"۔

رسول اللہ ﷺ کی قربت یقیناً بہت بڑا اعزاز ہے جو حضرت عمروؓ بن العاص کو اپنی بہادری، بصیرت اور ذہانت کی وجہ سے نبی کریم ﷺ کے دربار میں حاصل ہوئی اور جسے رسول اللہ ﷺ کی قربت حاصل ہو گئی یقیناً یہ اس کے لیے ایک بہت بڑے اعزاز کی بات ہے اور حضرت عمروؓ بن العاص کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے۔ سیر اعلام النبلاء میں ہے۔

"فكتب الى رسول الله ﷺ من تلك الغزوة يستمده، فامده بجيش من مائتى فارس من المهاجرين والانصار اهل الشرف، فيهم ابوبكر وعمررضى الله عنهما"۔[3]

"پس انھوں نے اس مہم کے دوران رسول اللہ ﷺ کو مدد کے لیے خط لکھا تو آپ ﷺ نے دو سو نائٹوں کا لشکر بھیجا، جس میں مہاجرین وانصار، معزز لوگ شامل تھے ان میں ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے۔"

فصاحت وبلاغت:

حضرت عمرو بن العاص ایک زیرک سیاست دان، منجھے ہوئے قائد، خوب معاملہ فہم، بھرپور تجربہ کار، تدبیر ساز، عقل وخرد کے دھنی، بلا کے جنگجو، عظیم کمانڈر، دشمن کی جنگی چالوں کو پل بھر میں بھانپ لینے والے عظیم سپہ سالار اور ایسے دانش مند، دانش ور اور صاحبِ رائے انسان تھے کہ جن سے پیچیدہ معاملات میں خود نبی کریم ﷺ بھی مشورہ لیتے تھے اور ان کی رائے کا احترام بھی فرماتے تھے۔ آپ بلیغانہ تکلم اور شعر و سخن کی مہارت سے مالامال، قادر الکلام اور انتہائی فصیح و بلیغ خطیب تھے اور آپ کی قوتِ گویائی،

Ibn e Hanbal, Imam Ahmad bin Hanbal, Musnad Al Imam Al Ahmad bin Hanbal, Musnadul Mukassereen Min Sahaba, H : 17802

1 ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، المکتبۃ العصریۃ، ص:1112

Ibn e Hajar Asqlani, Ahmad bin Ali, Al Isaba fi Tamyeezi Sahaba, Al maktabatul Asria, P : 1112

2 ایضاً

Ibid

3 ابن عبدالبر، ابی عمر یوسف بن عبداللہ بن عبدالبر، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، دار الاعلام، ص:497

Ibn e Abdul Bir , Abi Umar Yousuf bin Abdullah bin Abdul Bir, Al Isteaab fi Marfatil Ashab, Darul ilam, P : 497

فصاحتِ لسانی، گفتگو میں سلیقہ مندی اور بات کرنے کا ڈھنگ دیدنی ہوتا تھا جو سامعین کو اپنے جادو میں جکڑ لیتا تھا اور وہ اس سے خوب لطف اندوز ہوتے تھے۔ حضرت عمرؓ فاروق جب کسی کے کلام میں ہکلاہٹ محسوس کرتے تو یوں فرماتے۔

" اشهد ان خالق هذا وخالق عمروؓ بن العاص واحد"۔[1]

"میں گواہی دیتا ہوں کہ اس شخص کا اور عمروؓ بن العاص کا خالق ایک ہی ہے۔"

مطلب یہ ہوتا کہ اللہ تعالی کی قدرت کس قدر عظیم ہے کہ جس نے اس شخص کی زبان میں لکنت رکھ دی جبکہ عمرو بن العاص کو فصیح وبلیغ پیدا فرمایا۔ یہی بات علامہ ذہبیؒ نے بھی اعلام النبلاء میں لکھی ہے۔[2]

علامہ ذہبیؒ امام شعبیؒ سے نقل کرتے ہیں۔

"دهاة العرب اربعة: معاوية، وعمرو ، والمغيرة ، وزياد ، فاما معاوية فللاناة والحلم ، واما عمرو فللمعضلات ، والمغيرة للمبادهة ، واما زياد فللصغير والكبير"۔[3]

"عربوں میں چار چوٹی کے ذہین آدمیوں میں معاویہؓ، عمروؓ، مغیرہؓ اور زیادؓ ہیں، معاویہؓ صبر و تحمل کے لیے ہے، عمروؓ مخمصوں کے حل کے لیے، مغیرہؓ اصولوں کے لیے اور زیادؓ چھوٹے بڑے کام سدھارنے کے لیے ہے"۔

یہ بات آپ کے خطبوں اور خط و کتابت سے خوب عیاں ہوتی ہے کہ آپ فصاحت وبلاغت کے شہنشاہ اور سلطان تھے۔ آپ کے انھیں فصیح وبلیغ خطبوں میں سے ایک خطبہ وہ ہے جو بحیر بن ذاخیر المعافری سے منقول ہے۔

"روى عن بحير بن ذاخر المعافرى انه قال : رحت انا ووالدى الى صلوة الجمعة -- فاقام المؤذنون للصلوة فقام عمروبن العاص على المنبر-- فحمد الله واثنى عليه حمداً موجزاً ، وصلى على النبیﷺ ووعظ الناس وامرهم ونهاهم ، فسمعته يحض على الزكاة ، وصلة الارحام ، ويامربالاقتصاد، وينهى عن الفضول وكثرة العيال، وقال فى ذلک :

يامعشرالناس ! اياى وخلالاً اربعاً فانها تدعواالى النصب بعد الراحة والى الضيق بعد السعة والى المذلة بعد العزة، اياى وكثرة العيال، واخفاض الحال ، وتضييع المال، والقيل بعد القال فى غير درک ولا نوال، ثم انه لا بد من فراغ يؤول اليه المرء فى توديع جسمه والتدبير لشانه وتخليته بين نفسه وبين شهواتها، ومن صار الى ذلک فلياخذ بالقصد والنصيب الاقل ولا يضيع المرء فى فراغه نصيب العلم من نفسه ، فيحور من الخير عاطلاً وعن حلال الله وحرامه غافلاً۔

---

1 ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، المکتبۃ العصریۃ، ص:1112

Ibn e Hajar Asqlani, Ahmad bin Ali, Al Isaba fi Tamyeezi Sahaba, Al maktabatul Asria, P : 1112

2 ذہبی، شمس الدین، محمد بن احمد بن عثمان، سیر اعلام النبلاء، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، جلد:3، ص:57

Zahbi, Shamsudeen, Muhammad bin Ahmad bin Usman, Siyar Ielaamunobla, Muassturisalah, Berut,V : 3 , P : 57

3 ایضاً: ص:68

Ibid

یامعشرالناس!انه قد تدلت الجوزاء، وذكت الشعرى، واقلعت السماء، وارتفع الوباء ، وقل الندى، وطاب المرعى، ووضعت الحوامل، ودرجت السخائل، وعلى الراعى بحسن رعيته حسن النظر، فحى لكم على بركة الله الى ريفكم فنالوا من خيره، ولبنه ، وخرافه، وصيده، واربعواخيلكم واسمنوها وصونوهاواكرموها فانها جنتكم من عدوكم، وبها مغانمكم واثقالكم ، واستوصوابمن جاورتموه من القبط خيراً، واياى والمشمومات والمعسولات فانهن يفسدن الدين، ويقصرن الهمم، حدثنى عمر اميرالمؤمنين انه سمع رسول الله ﷺ يقول : ان الله سيفتح عليكم بعدى مصرفاستوصوابقبطها خيراً فان لكم منهم صهراً وذمة، فعفواايديكم وفروجكم، وغضواابصاركم،ولا اعلمن ما اتى رجل قد اسمن جسمه واهزل فرسه، واعلموا : انى معترض الخيل كاعتراض الرجال فمن اهزل فرسه من غير علة حططته من فريضته قدر ذلک ، واعلموا : انكم فى رباط الى يوم القيامة لكثرة الاعداء حولكم ، وتشوق قلوبهم اليكم والى داركم معدن الزرع والمال والخير الواسع والبركة النامية۔

وحدثنى عمراميرالمؤمنين انه سمع رسول الله ﷺ يقول : اذا فتح الله عليكم مصر فاتخذوا فيها جنداً كثيفاً ، فذلک الجند خير اجناد الارض ، فقال له ابوبكر : ولم يا رسول الله قال ، لانهم وازواجهم فى رطاط الى يوم القيامة ۔ فاحمدوا الله معشرالناس على ما اولاكم فتمتعوا فى ريفكم ما طاب لكم ، فاذا يبس العود وسخن العمود وكثر الذباب وحمض اللبن وصوح البقل وانقطع الورد من الشجر فحى على فسطاطكم على بركة الله ، ولا يقدمن احد منكم ذو عيال على عياله الا ومعه تحفة لعياله على ما اطاق من وسعته او عسرته ، اقول قولى هذا واستحفظ الله عليكم ۔ قال : فحفظت ذلک عنه فقال والدى بعد انصرافنا الى المنزل لما حكيت له خطبته انه يا بنى يحدو الناس اذا انصرفوا اليه على الرباط كما حداهم على الريف والدعة"۔[1]

بحیر بن ذاخر المعافری کہتے ہیں کہ میں ایک دفعہ اپنے والد کے ہمراہ نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے لیے گیاتو مؤذن نے اذان دی اور حضرت عمرو بن العاص ممبر پر تشریف لائے، انھوں نے اللہ تعالی کی مختصر حمد وثنا کی اور نبی کریم ﷺ پر درود پڑھا۔آپ نے لوگوں کو وعظ ونصیحت فرمائی اورانھیں نیکی کا حکم دیااور برائی سے منع فرمایا، سومیں نے انھیں زکوۃ ادا کرنے کی تلقین فرماتے ہوئے، اپنی معیشت کو بہتر بنانے کا حکم دیتے ہوئے اور فضولیات اور کثرتِ عیال سے روکتے ہوئے سنا۔

"اے لوگو! چار قسم کے عیوب سے بچو کیونکہ وہ راحت کے بعد مشکل اور وسعت کے بعد تنگی اور عزت کے بعد ذلت کی طرف لے جاتے ہیں۔ لہذا کثرتِ عیال، پست حالی، مال کے ضیاع اور بے مقصد وبے نتیجہ فضول گوئی سے بچو کیونکہ ایسی فراغت کا ہونا ضروری ہے جس سے آدمی اپنی جسمانی راحت اوراس کے مطابق تدبیر کے لیے اور نفس اوراس کی خواہشات کے درمیان تخلیہ کی طرف متوجہ ہو سکے، اور جس کو یہ سب حاصل ہو گیاتو وہ میانہ روی اور کم حصہ کے ساتھ لے اور آدمی بذاتِ خود فارغ وقت میں علم کے حصہ کو ضائع نہ کرے، سووہ خیر سے بے کار ہو کر اور اللہ تعالی کی حلال وحرام کردہ چیزوں سے غافل ہو کر محروم ہو جائے گا۔

---

[1]۔عبدالحق، ولید محمد سالم، بذل الاخلاص فی سیرۃ عمرو بن العاص، مبرۃ الآل والاصحاب، ص: 141،140،139

Abdul Haq, Waleed Muhammad Salim, Bazlul ikhlas fi sirat e Amr bin Al Aas, Mubarrtul Aal e wal Ashab, P : 139,140,141

اے لوگو! اخروٹ پک چکا اور شعریٰ ستارہ طلوع ہو چکا اور آسمان برسنا بند ہو چکا اور وباء پھیل گئی اور شبنم کم ہو گئی اور چراگاہ تروتازہ ہو گئی اور حاملہ عورتیں بچے جنم دے چکیں اور بھیڑ کے بچے چلنے لگ گئے اور چرواہے پر اپنے ریوڑ کی بھلائی کے لیے حسن نظر ضروری ہے۔ سو تمھارے لیے سلامتی ہو، اللہ تعالی کی رحمت ہو تمھاری زرعی زمینوں میں، سو دیہات والوں کو اس کی بھلائی اس کا دودھ اس کی بھیڑیں اور اس کا شکار ملے، اور اپنے گھوڑوں کو کھلاؤ اور ان کو موٹا کرو اور ان کی حفاظت کرو اور ان کو عزت بخشو کیونکہ وہ تمھیں دشمن سے بچاتے ہیں، انھیں کے ذریعے تمھیں غنیمت ملتی ہے اور وہی تمھارا بوجھ اٹھاتے ہیں، اور خیر خواہی کرو ان قبطیوں کے ساتھ جن کے تم پڑوسی ہو، فتنہ پرور (میٹھی میٹھی بولی بولنے والی) عورتوں سے بچو کیونکہ یہ تمھارے دین کو خراب اور ہمتوں کو پست کر دیں گی۔

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق نے مجھے فرمایا تھا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: یقیناً میرے بعد اللہ تعالی تمھیں مصر کی فتح سے نوازیں گے، لہذا تم ان قبطیوں سے حسن سلوک کرنا کیونکہ ان میں تمھاری سسرالی رشتہ داری اور عہد وپیمان ہیں، تم اپنے ہاتھوں اور شرم گاہوں کو محفوظ رکھنا اور اپنی نگاہیں نیچی رکھنا، اور مجھے معلوم نہیں کہ کوئی ایسا آدمی آیا ہو جس نے اپنے جسم کو موٹا اور اپنے گھوڑے کو کمزور کر دیا ہو، اور جان لو کہ میں مردوں کی جانچ پڑتال کی طرح گھوڑوں کی بھی جانچ پڑتال کروں گا لہذا جس نے اپنا گھوڑا بغیر کسی سبب کے کمزور کر دیا تو میں اس کے بقدر اس کے حق کو گھٹاؤں گا (یعنی تنخواہ میں سے کٹوتی ہو گی) اور جان لو کہ تم قیامت تک اپنے ارد گرد دشمنوں کی کثرت کی وجہ سے سرحد کی حفاظت وپہریداری میں رہو گے، اور دشمنوں کے دل تمھارے اور تمھارے گھروں کی طرف ہیں جو کہ زراعت اور مال کا سرچشمہ اور وسیع بھلائی اور بڑھتی ہوئی برکت ہے۔

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق نے مجھے بتایا تھا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جب اللہ تعالی تمھیں مصر کی فتح سے نوازیں تو تم وہاں بڑا لشکر بنا لینا، یہ زمین کے لشکروں میں سے بہترین لشکر ہو گا، حضرت ابو بکر صدیق نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا اے اللہ کے رسول ایسا کیوں (یہ فضیلت ان کو کیسے ملی)؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس لیے وہ اور ان کی بیویاں قیامت تک سرحد کی پہریداری میں رہیں گے۔

لہذا اے لوگو! اللہ تعالی کی تعریف کرو جو کچھ اس نے تمھیں دیا ہے، سو اپنے دیہاتی علاقوں سے جتنا چاہو لطف اندوز ہوں۔ جب لکڑی خشک ہو جائے، تنا گرم ہو جائے، مکھیاں بڑھ جائیں، دودھ کھٹا یا ترش ہو جائے، سبزی باسی ہو جائے اور گلاب درخت سے کٹ جائے تو اللہ تعالی کی رحمت سے اپنے ڈیرے میں ہی رہو۔ تم میں سے کوئی صاحبِ عیال اپنے اہل وعیال کے پاس اپنی وسعت یا اپنی تنگی کے مطابق تحفہ لیے بغیر نہ جائے۔ میں اپنی یہ بات کہتا ہوں۔ اور اللہ تعالی سے تمھارے لیے حفاظت کا طلب گار ہوں۔"

راوی معافری کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرو بن العاص کا یہ خطبہ یاد کر لیا، میرے والد صاحب نے گھر لوٹنے کے بعد مجھے کہا جب میں نے ان کو عمرو بن العاص کا خطبہ سنایا: اے میرے بیٹے عمرو بن العاص لوگوں کو مقرر کرتے ہیں جب لوگ ان سے سرحد کی حفاظت اور پہرے داری کے لیے رجوع کرتے ہیں جیسے ان کو دیہاتوں میں مقرر کرتے ہیں نرمی کے ساتھ"۔

سبحان اللہ ! اس خطبہ کا بغور جائزہ لینے سے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی بلند پایہ فصاحت وبلاغت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ایک خطبے کے اندر اس قدر اشارات وکنایات، استعارات وتشبیہات اور حقیقت ومجاز وغیرہ کا استعمال یقیناً کسی ایسے شخص کو ہی زیب دیتا ہے جو فصاحت وبلاغت کے عروج پر ہو اور علم المعانی، علم البدیع اور علم البیان پر مکمل دسترس رکھتا ہو اور ایسی تمثیلات، کہاوتوں اور الفاظ کے حسن کے ساتھ اپنا مؤقف بیان کرے کہ جس سے سامعین پر سکتہ طاری ہو جائے اور ان پر مخاطب کا مؤقف مکمل طور پر واضح ہو جائے اور مذکورہ تمام صفات وکمال حضرت عمرو بن العاص میں بدرجہ اتم موجود تھے جس کا واضح ثبوت درج بالا خطبہ ہے۔

اسی طرح حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی فصاحت وبلاغت اور قوتِ تصور اور ان کے وسیع تخیل پر دلالت کرنے والی چیزوں میں سے ایک وہ خط بھی ہے جو انھوں نے امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو مصر کے اوصاف کے متعلق لکھا۔ بعض مؤرخین نے کہا کہ جب حضرت عمرو بن العاص کو مصر کی گورنری پر مقرر کیا گیا تو حضرت عمر فاروق نے انھیں خط لکھا کہ مجھے مصر کے اوصاف یا حالات بتاؤ تو حضرت عمرو بن العاص نے جواباً خط لکھا۔

"ورد كتاب امير المؤمنين اطال الله بقاءه يسالنى عن مصر : اعلم ياامیرالمؤمنين ان مصر قرية غبراء ، وشجرة خضراء ، طولها شهر ، وعرضها عشر ، يكنفها جبل اغبر ، ورمل اعفر ، يخط وسطها نيل مبارك الغدوات ، ميمون الروحات ، تجرى فيه الزيادة والنقصان كجرى الشمس والقمر ، له اوان يدر حلابه ، ويكثر فيه ذبابه ، تمده عيون الارض وينابيعها حتى اذا مااصلخم عجاجه ، وتعظمت امواجه ، فاض على جانبيه فلم يمكن التخلص من القرى بعضها الى بعض الا فى صغار المراكب ، وخفاف القوارب ، وزوارق كانهن فى المخايل ورق الاصائل ، فاذا تكا مل فى زيادته ، نكص على عقبيه كاول ما بدا فى جريته ، وبما فى درته ، فعند ذلك تخرج اهل ملة محقورة ، وذمة مخفورة ، يحرثون بطون الارض ويبذرون بها الحب ، يرجون بذلك النماء من الرب ، لغيرهم ما سعوا من كدهم ، فناله منهم بغير جدهم ، فاذا احدق الزرع واشرق ، سقاه الندى وغذاه من تحته الثرى ، فبينما مصر يا امير المؤمنين لؤلؤة بيضاء ، اذا هى عنبرة سوداء ، فاذا هى زمردة خضراء ، فاذا هى ديباجة رقشاء ، فتبارك الله الخالق لما يشاء ـ والذى يصلح هذه البلاد وينميها ويقر قاطنيها فيها ، الا يقبل قول خسيسها فى رئيسها ، والا يستادى خراج ثمرة الا فى اوانها، وان يصرف ثلث ارتفاعها ، فى عمل جسورها وترعها،فاذا تقرر الحال مع العمال فى هذه الاحوال،تضاعف ارتفاع المال،والله تعالى يوفق فى المبدء والمال "۔[1]

"امیر المؤمنین کا خط موصول ہوا، اللہ تعالیٰ ان کی عمر دراز فرمائے جس میں آپ نے مجھ سے مصر کے متعلق پوچھا: اے امیر المؤمنین! جان لیجئے کہ مصر ایک خاک آلود گاؤں ہے اور سرسبز درخت ہے جس کی لمبائی ایک ماہ کی مسافت ہے اور چوڑائی دس دن کی مسافت ہے، جس کو گرد آلود پہاڑ اور مٹیالی اور بنجر ریت نے ڈھانپا ہوا ہے، جس کے بیچ میں صبح کا مبارک دریائے نیل ہے جو روحوں کے لیے باعثِ خیر ہے جس دریا میں کمی وبیشی سورج اور چاند کی گردش کی طرح گردش کرتی ہے۔ اس کا ایک موسم ہے جو اس کا دودھ نکالتا ہے

1 عبدالحق، ولید محمد سالم، بذل الاخلاص فی سیرۃ عمرو بن العاص، مبرۃ الآل والاصحاب، ص: 143، 142، 141

Abdul Haq, Waleed Muhammad Salim, Bazlul ikhlas fi sirat e Amr bin Al Aas, Mubarrtul Aal e wal Ashab, P : 141,142,143

اور اس موسم میں مکھیاں بڑھ جاتی ہیں اور زمین کے چشموں نے اس کو کھینچتے ہیں یہاں تک کہ جب چشمے کی آواز سخت ہو جائے اور اس کی موجیں بڑی ہو جائیں۔ اس کے اطراف میں سیلاب بہ پڑے تو ایک بستی سے دوسری بستی کی طرف جانا ممکن نہیں، سوائے چھوٹی سواریوں اور چھوٹی کشتیوں میں، اور چھوٹی کشتیوں کے چپوں اور چھوٹے جہازوں کے ذریعے، گویا کہ وہ کشتیاں تصورات میں مضبوط کاغذ ہیں۔ جب چشمہ بڑھتے بڑھتے مکمل ہو جائے تو پہلی حالت پر پلٹتا ہے جیسا کہ وہ ابتداء جاری ہونا شروع ہوا اور بہاؤ میں پھیلا۔ لہذا اس وقت حقیر لوگ نکلتے ہیں ٹوٹے ضمیر کے ساتھ یا ٹوٹے عہد و پیمان کے ساتھ، وہ زمین کی گہرائی میں ہل شلاتے ہیں اور اس عمل کے ذریعے رب سے بڑھوتری اور ترقی کی امید کرتے ہوئے دوسروں کے لیے جو انھوں نے کوشش کی لہذا انھوں نے بڑھوتری اور ترقی کو بغیر محنت کے حاصل کر لیا، جب کھیتی کھلنے اور چمکنے لگے تو شبنم اس کو سیر اب کرتی ہے اور تر مٹی اس کی نیچے سے پرورش کرتی ہے۔

اے امیر المؤمنین! مصر ایک سفید موتی ہے، جبکہ وہ سیاہ عنبر ہے، پھر وہ سبز زمرد ہے، پھر وہ گھاس میں پیدا ہونے والا حسین چتی دار کیڑا ہے۔ بابرکت ہے اللہ تعالی کی ذات جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور جو اس ملک کو سنوارتا ہے اور اس کو ترقی دیتا ہے اور اس ملک کے باشندوں کو استحکام دیتا ہے، اپنے سربراہ کے متعلق خسیس آدمی بات کو قبول مت کرنا اور پھل کا خراج (ٹیکس) ادامت کرنا، سوائے اس کے وقت میں، اور یہ کہ اس کی بڑھوتری کے ثلث کو پل اور نہر بنانے میں خرچ کرنا، لہذا اگر ان حالات میں مزدوروں کے ساتھ معاملات طے ہو جائیں تو مال کی آمدنی میں دگنا اضافہ ہوگا، اور اللہ تعالی ہی توفیق دینے والا ہے اصول اور نتیجہ میں کامیابی عطاء فرمائے۔"

جب یہ خط حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو ملا تو انھوں نے فرمایا: اللہ تعالی بہتر جانتا ہے اے ابن العاص آپ نے مجھے ایسے بیان کیا جیسے میں خود اس کا مشاہدہ کر رہا ہوں۔

غور فرمایئے مذکورہ بالا خط میں حضرت عمرو بن العاص نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے خط کے جواب میں سرزمینِ مصر کا نقشہ کچھ اس انداز میں کھینچا کہ خود حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تعریف کئے بنا نہ رہ سکے کہ عمرو بن العاص نے گویا مصر کی سرزمین کو اٹھا کر میرے سامنے رکھ دیا اور میں نے خود اس کا مشاہدہ کیا۔ اس خط کے مندرجات پر غور کرنے سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مصر کی صورتحال کو واضح کرنے کے لیے کس طرح خوبصورت انداز میں اشارات و کنایات، تشبیہات و استعارات اور حقائق و مجازات کا استعمال کرتے ہوئے گویا سرزمینِ مصر کو ہی حضرت عمر فاروق کی آنکھوں کے سامنے لا کے رکھ دیا۔ اسی طرح عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو وہ خط بھی لکھا جب انھوں نے سمندر کے بارے میں ان سے پوچھا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے اپنے زمانہ میں بحری جنگ پر بہت اصرار کیا، اور رومی حمص سے قریب تھے، اور فرمایا: حمص کے دیہاتوں میں سے ایک دیہات والے رومیوں کے کتوں کے بھونکنے اور ان کی مرغیوں کی چیخ و پکار سن سکتے ہیں (یعنی رومی اتنے قریب آچکے ہیں)۔ یہاں تک کہ یہ صورت حال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دل کو لگی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو خط لکھا۔

"فكتب عمر الى عمرو بن العاص صف لي البحر وراكبه فان نفسي تنازعني اليه "۔[1]

"لہذا حضرت عمر نے حضرت عمرو بن العاص کو خط لکھا کہ مجھے سمندر اور اس کے سوار کے بارے میں بتاؤ، کیونکہ میری روح مجھے اس کی طرف کھینچ رہی ہے۔ لوگ اس میں واپس لوٹنے کے لیے محنت کرنے والے ہیں اگر مائل ہوئے تو غرق ہوئے اور اگر نجات پائی تو چمک اٹھے"۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس خط کے جواب میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے ایک خط لکھا جو فصاحت وبلاغت کا شہکار ہے۔

"فكتب اليه عمرو : انی رايت خلقاً كبيراً يركبه خلق صغير ، ليس الا السماء والماء ، ان ركد خرق القلوب ، وان تحرک ازاغ العقول ، يزداد فيه اليقين قلة والشک كثرة ، هم فيه كدود على عود ان مال غرق وان نجا برق"۔[2]

چنانچہ حضرت عمرو بن العاص نے لکھا: بے شک میں نے ایک بڑی خلقت کو دیکھا جس پر چھوٹی خلقت سوار ہے، آسمان اور پانی کے علاوہ کچھ نہیں، اگر جم جائے یا ٹھہر جائے تو دلوں کو حیران کر دے یا دلوں میں چھید کر دے، جس میں یقین کم اور شک زیادہ ہے۔

جب حضرت عمر فاروق نے اسے پڑھا تو انھوں نے حضرت معاویہ کو لکھا، نہیں مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے محمد ﷺ کو حق دے کر بھیجا میں اس میں کبھی بھی کسی مسلمان کو نہیں چھوڑوں گا۔[3]

حضرت عمرو بن العاص کی یہ فصاحت وبلاغت بے مثال ہے کیونکہ وہ بہترین شاعری، خوبصورت نطق کے ساتھ مشہور شعراء اور معروف بلغاء میں سے ایک ہیں، مختلف مناظر ومشاہدات کے متعلق ان سے بہت سے لوگوں نے نقل کیا ہے۔

حکیمانہ اقوال:

حضرت عمرو بن العاص فصیح و بلیغ خطیب ہونے کے ساتھ ساتھ علم وحکمت کے موتی بکھیرتے تھے۔ ان کے حکیمانہ اقوال وہ اقوال زریں ہیں جنھیں پڑھ کر علم ودانش کے جبال بھی ورطہ حیرت میں پڑ جاتے ہیں کہ چودہ صدیاں بیت جانے کے باوجود ان کے اقوال جدید معاشرے کی اصلاح کے لیے بھی نہایت ہی موزوں اور سود مند ہیں لہذا ان کے حکیمانہ اقوال پر عمل کرنے والا شخص یقیناً معاشرے میں بلند مقام حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ کامیاب زندگی بسر کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ آپ کے اقوال زریں میں سے چند درج ذیل ہیں۔

---

1 عبدالحق، ولید محمد سالم، بذل الاخلاص فی سیرۃ عمرو بن العاص، مبرۃ الآل والاصحاب، ص:142
Abdul Haq, Waleed Muhammad Salim, Bazlul ikhlas fi sirat e Amr bin Al Aas, Mubarrtul Aal e wal Ashab, P : 142

2 عبدالحق، ولید محمد سالم، بذل الاخلاص فی سیرۃ عمرو بن العاص، مبرۃ الآل والاصحاب، ص:142
Abdul Haq, Waleed Muhammad Salim, Bazlul ikhlas fi sirat e Amr bin Al Aas, Mubarrtul Aal e wal Ashab, P : 142

3 ایضاً
Ibid

1۔ آپ کا فرمان ہے۔

"لا امل ثوبی ماوسعنی ، ولاامل زوجتی ما احسنت عشرتی ، ولاامل دابتی ما حملتنی، ان الملال من سیء الاخلاق"۔[1]

"میں اپنے لباس سے نہیں اکتاتا جو مجھے ڈھانپتا ہے اور نہ اپنی بیوی سے جو میرے رہن سہن کو سنوارتی ہے اور نہ میں اپنی سواری سے اکتاتا ہوں جو میرا بوجھ اٹھاتی ہے بے شک اکتاہٹ برے اخلاق میں سے ہے۔"

محمد فرج مصری لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عمرو بن العاص جب کہ وہ مصر کے امیر تھے ایک ایسے خچر پر سواری کر رہے تھے جو بہت ہی بوڑھا تھا، لوگوں نے کہا کہ آپ امیر ہونے کے باوجود ایسے خچر پر سواری کرتے ہیں تو انھوں نے جواب دیا "جب تک جانور میرا بوجھ اٹھاتا رہے جب تک بیوی میرے ساتھ حسن سلوک اختیار کرتی رہے اور جب تک دوست میرے راز کا محافظ رہے تب تک میں ان سے نہیں اکتاتا۔"[2]

2۔ انھوں نے اپنے بیٹے عبداللہ سے فرمایا: اے میرے بیٹے:

"سلطان عادل خیر من مطروابل، واسد حطوم خیرمن سلطان ظلوم، وسلطان غشوم ظلوم خیرمن فتنة تدوم ۔ یا بنی زلة الرجل عظم یجبر، وزلة اللسان لا تبقی ولاتذر۔ یابنی استراح من لا عقل له فارسلها مثلاً"۔[3]

"عادل بادشاہ موسلادھار بارش سے بہتر ہے اور چیر پھاڑ کرنے والا شیر ظالم سلطان سے بہتر ہے اور ایک غاصب ظالم سلطان دائمی آزمائش سے بہتر ہے۔ اے میرے بیٹے! قدموں کی ٹھوکر ہڈی پر اثرانداز ہوتی ہے جس کا زخم بھر جاتا ہے اور زبان کی ٹھوکر نہ کچھ باقی رکھتی ہے نہ ہی کچھ چھوڑتی ہے (سب کچھ ختم کر دیتی ہے) ، اے میرے بیٹے جس کا دماغ نہیں ہے اس سے تسلی لے لو پس اسے مثال کے طور پر بھیج دو۔"

3۔ حضرت عمرو بن العاص نے حضرت معاویہ سے فرمایا:

"یاامیرالمؤمنین لاتکونن لشیء من امر رعیتک اشد تعمدا منک لخصاصة الکریم حتی تعمل فی سدھا، ولطغیان اللئیم حتی تعمل فی قمعه، واستوحش من الکریم الجائع ، ومن اللئیم الشبعان، فان لکریم یصول اذاجاع، اللئیم یصول اذا شبع"۔[4]

---

[1]۔ ابن عساکر، محب الدین، ابوسعید، عمر بن غرامہ العمروی، تاریخ مدینہ دمشق، ج:46، ص:183

Ibn e Asakir, abil Qasim Ali bin Al Hassan, TareeKh Madeena Dimashq, Darul Fikr, Vol : 47, P : 183

[2]۔ محمد فرج مصری، مترجم: شیخ محمد احمد پانی پتی، فاتح اعظم حضرت عمرو بن العاص، نفیس اکیڈمی، کراچی، ص:47

Muhammad Faraj Misri, Fateh Azam Hazrat Amr bin Al Aas,Nafees Acadmy, karacchi, P : 47

[3]۔ ابن عساکر، محب الدین، ابوسعید، عمر بن غرامہ العمروی، تاریخ مدینہ دمشق، ج:46، ص : 184

Ibn e Asakir, abil Qasim Ali bin Al Hassan, TareeKh Madeena Dimashq, Darul Fikr, Vol : 46, P : 184

[4] - ایضاً: ص : 185

"اے امیر المؤمنین ! اپنی رعایا کے معاملات میں اتنا زیادہ ارادۃً سخت مت ہو جانا کہ جتنا کہ معزز آدمی کی محتاجی کے لیے کروحتی کہ اس محتاجی کا سد باب کر دو اور جتنا کہ کمینے آدمی کی سرکشی کے لیے کروحتی کہ اس کی سرکوبی کردو، اور ڈرو بھوکے معزز آدمی سے اور پیٹ بھرے ہوئے کمینے سے، کیونکہ نیک آدمی اس وقت حملہ آور ہوتا ہے جب وہ بھوکا ہوتا ہے اور کمینہ شخص اس وقت حملہ آور ہوتا ہے جب اس کا پیٹ مکمل سیر ہو چکا ہوتا ہے، اس لیے نیک شخص کی بھوک مٹاؤ اور کمینے شخص کو کنٹرول میں رکھو"۔

4۔ حضرت معاویہ نے حضرت عمرو بن العاص سے پوچھا کہ لوگوں میں سب سے بڑھ کر بلیغ آدمی کون ہے؟ آپ نے جواب دیا :

"من اقتصر على الايجاز وسلب الفضول ، قال فمن اصبرالناس؟ قال: اردهم لجهله بحلمه"۔[1]

"جو اختصار پر اکتفاء کرے اور فضول گوئی کو چھوڑدے، پھر فرمایا لوگوں میں سب سے زیادہ صابر کون ہے؟ فرمایا جو اپنے حلم اور بردباری سے اپنی جہالت کو دور کرتا ہو۔"

یہی بات ہشام کلبی اس طرح نقل کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت معاویہ نے حضرت عمرو بن العاص سے پوچھا کہ سب سے زیادہ بلیغ کون ہے؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ "جس کی رائے اس کی خوہشات نفسانی کے خلاف ہو"، پھر پوچھا، سب سے بڑا سخی کون ہے؟ انھوں نے جواب دیا کہ "جو آدمی اپنی دنیا کو اپنے دین کی فلاح و بہبود کے لیے خرچ کرے"۔ حضرت معاویہ نے تیسری بار پوچھا کہ سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ آپ نے فرمایا:

"جو اپنے حلم کے ذریعے اپنی جہالت پر غلبہ پالے۔"[2]

5۔ حضرت عمرو بن العاص نے حضرت معاویہ سے فرمایا:

"مابطن قوم قط الافقدوا عقولهم،وما قضيت عزيمة رجل مات بطيناً"۔[3]

"کوئی قوم کبھی نہیں اتراتی مگر یہ کہ وہ اپنی عقلیں کھودیں اور کسی آدمی کی عزیمت کا فیصلہ نہیں ہوتا جو بڑے پیٹ والا ہو کر انتقال کر جائے"۔

6۔ آپ نے فرمایا:

"ليس العاقل الذى يعرف الخير من الشر، ولكن العاقل الذى يعرف خيرالشرين"۔[4]

---

[1] ۔ابن عساکر، محب الدین، ابو سعید، عمر بن غرامہ العمروی، تاریخ مدینہ دمشق، ج:46، ص :185

Ibn e Asakir, abil Qasim Ali bin Al Hassan, TareeKh Madeena Dimashq, Darul Fikr, Vol : 46, P : 185

[2] محمد فرج مصری، فاتح اعظم حضرت عمرو بن العاص، نفیس اکیڈمی، کراچی، ص : 46

Muhammad Faraj Misri, Fateh Azam Hazrat Amr bin Al Aas,Nafees Acadmy, karacchi, P : 46

[3] ابن عساکر، محب الدین، ابو سعید، عمر بن غرامہ العمروی، تاریخ مدینہ دمشق، دار الفکر، ج:46، ص : 186

Ibn e Asakir, abil Qasim Ali bin Al Hassan, TareeKh Madeena Dimashq, Darul Fikr, Vol : 46, P : 186

[4] ایضاً: ص : 186 Ibid

"عاقل وہ نہیں جو شر سے خیر کو پہچانتا ہو لیکن عاقل وہ ہے جو دو شروں میں سے خیر کو پہچانے۔"

7۔ حضرت عمرو بن العاص نے فرمایا:

"ليس الحليم من يحلم عن من يحلم عنه ويجاهل من جاهله، ولكن الحليم من يحلم عن من يحلم عنه ويحلم عن من جاهله"۔[1]

"حلیم یعنی بردبار وہ شخص نہیں جو بردباری کا معاملہ کرے اس کے ساتھ جو اس کے ساتھ بردباری کا معاملہ کرے اور جہالت کا معاملہ کرے اس کے ساتھ جو اس کے ساتھ جہالت کا معاملہ کرے۔ لیکن بردبار وہ ہے جو اس شخص کے ساتھ جو اس کے ساتھ بردباری کا معاملہ کرے اور بردباری کا معاملہ کرے اس کے ساتھ بھی جو اس کے ساتھ جہالت کا معاملہ کرے"۔

8۔ حضرت عمرو بن العاص نے فرمایا:

"الرجال ثلاثة : "فرجل تام ، ونصف رجل ، ولا شیء ۔ فاما الرجل التام : فالذی یکمل الله له دینه وعقله ، فاذا اراد امرا لم یمضه حتی یستشیر اهل لرای والالباب، فاذا وافقوه حمد الله وامضی رایه فلا یزال ذالک مضیاً موفقاً۔ والنصف رجل : الذی یکمل الله له دینه وعقله فاذا اراد امرا لم یستشر فیه احدا، وقال : ای الناس کنت اطیعه اواترک رایی لرایه فیصیب ویخطیء ۔ والذی لاشیء : الذی لا دین ولا عقل ولا یستشیر فلا یزال ذلک مخطئًا مدبراً ۔ قال عمرو : والله انی لاستشیر فی الامر الذی اردته حتی استشیر خدمی وما علی بعرض عقولهم واسمع"۔[2]

"مرد تین قسم کے ہیں: کامل مرد، ناقص مرد اور وہ جو (ان دونوں قسموں میں سے) نہیں۔ بہر حال کامل آدمی وہ شخص ہے جس کے دین اور عقل کو اللہ تعالی کامل کر دیتے ہیں، لہذا ایسا آدمی جب کسی کام کا ارادہ کرے تو وہ اہلِ رائے واہلِ دانش سے مشورہ کئے بغیر وہ کام نہیں کرتا، اور جب اہلِ رائے واہلِ دانش کی رائے اس کی رائے کے موافق ہو تو وہ اللہ کا شکر ادا کر کے اپنی رائے کو کر گزرتا ہے اور مسلسل یہ موافقت جاری رہتی ہے۔ اور ناقص آدمی: وہ آدمی جس کے دین اور عقل کو اللہ تعالی کامل کر دیتے ہیں لہذا ایسا آدمی جب کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو وہ کسی سے مشورہ نہیں کرتا اور کہتا ہے: لوگوں میں سے کون ہے وہ شخص جس کی میں پیروی کروں یا میں اپنی رائے کو اس کی رائے کے لیے چھوڑ دوں، نتیجتاً وہ کبھی درست ہوتا ہے اور کبھی غلطی کرتا ہے۔ اور آدمی جو کچھ نہیں: جس کا نہ کوئی مذہب ہے نہ کوئی عین اور نہ ہی وہ نصیحت کا طالب ہے پھر بھی وہ گمراہ ہے جو منہ موڑتا ہے حضرت عمرو بن العاص فرماتے ہیں۔ خدا کی قسم! میں جو بھی کام کرنا چاہتا ہوں اس میں مشورہ کرتا ہوں اگر چہ مجھے اپنے خادموں سے مشورہ لینا پڑے اور ان کے ذہنوں کو کھولنا مجھ پر لازم نہیں اور میں ان کے مشورے کو سنتا ہوں۔"

---

1 ایضاً: ص : 187 Ibid

2 ابن عساکر، محب الدین، ابو سعید، عمر بن غرامہ العمروی، تاریخ مدینہ دمشق، دار الفکر، ج:46، ص :: 186

Ibn e Asakir, abil Qasim Ali bin Al Hassan, TareeKh Madeena Dimashq, Darul Fikr, Vol : 46, P : 186

9۔"قال عمروبن العاص لجلسائه وتذاكرواشيئا من امر الدنيا : ای شیء رايتم احسن؟ فذكرواالنساء المراة الحسنة والدابة، فقال عمرو : وما شيء احسن من غمرات ثم تنجلی"۔[1]

"عمرو بن العاص نے اہلِ مجلس سے کہا اور وہ دنیا کے معاملات پر گفتگو فرما رہے تھے: "تم نے کس چیز کو سب سے خوبصورت پایا؟" تو لوگوں نے خوبصورت عورت اور اچھی سواری کا ذکر کیا۔ اس پر عمرو بن العاص نے کہا: "اس سے بہتر چیز اور کیا ہو سکتی ہے کہ سخت مصیبتیں آئیں اور پھر ٹل جائیں"۔

10۔ معاویہ بن ابی سفیان نے عمرو بن العاص سے پوچھا کہ سب سے لذیذ چیز کیا ہے؟ تو عمرو بن العاص نے کہا:

"ياامیرالمؤمنين مر احداث قريش فليقوموا، فلما قاموا قال : اسقاط المروءة ، يريد ان الرجل اذالم يهمه مروءته تلذذ وعمل ما يشتهی ولم يلتفت الی لوم لائم"۔[2]

"اے امیر المؤمنین! قریش کے نوجوانوں کو حکم دیں کہ وہ اٹھ جائیں"۔ جب وہ نوجوان چلے گئے تو عمرو بن العاص نے کہا: "مروت (شرافت) کو گرادینا"۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب انسان کو اپنی عزت و وقار کی پرواہ نہ رہے تو وہ ہر لذت حاصل کر سکتا ہے، جو چاہے کر سکتا ہے اور کسی ملامت کرنے والے کی پرواہ نہیں کرتا۔"

11۔ حضرت عمرو بن العاص فرماتے ہیں:

"نكح العجزالتوانی فولد منه الندامة"۔[3]

"بڑھاپے میں نکاح کی تمنا ندامت پیدا کرتی ہے۔"

13۔ حضرت عمرو بن العاص فرماتے ہیں:

"ما وضعت سری عند احد فافشاه فلمته عليه ، انا كنت اضيق به حين استودعته"۔[4]

"ایسا نہیں ہوا کہ میں نے اپنا راز کسی کو بتایا ہو اور وہ اس راز کو فاش کر دے تو میں نے اس پر اس کو ملامت کی ہو، جب میں نے اسے الوداع کہا تو میں اس سے ناراض تھا۔"

اسی طرح محمد فرج مصری نے لکھا ہے۔

---

1 ابن عساکر، محب الدین، ابو سعید، عمر بن غرامہ العمروی، تاریخ مدینہ دمشق، ج:46 : ص : 188

Ibn e Asakir, abil Qasim Ali bin Al Hassan, TareeKh Madeena Dimashq, Darul Fikr, Vol : 46, P : 188

2 ایضاً

Ibid

3 ابن عساکر، محب الدین، ابو سعید، عمر بن غرامہ العمروی، تاریخ مدینہ دمشق، ج:46 : ص :188

Ibn e Asakir, abil Qasim Ali bin Al Hassan, TareeKh Madeena Dimashq, Darul Fikr, Vol : 46, P : 188

4 ابن عساکر، محب الدین، ابو سعید، عمر بن غرامہ العمروی، تاریخ مدینہ دمشق، ج:46 : ص : 189

Ibn e Asakir, abil Qasim Ali bin Al Hassan, TareeKh Madeena Dimashq, Darul Fikr, Vol : 46, P : 189

"اگر میں اپنا راز کسی کے سامنے ظاہر کر دوں اور وہ اس کو فاش کر دے تو وہ اس میں حق بجانب ہے اور تب قابل ملامت میں ہوں نہ کہ وہ۔لوگوں نے پوچھا،ایسا کیوں؟تو فرمایا کہ اپنے راز کی حفاظت کی ذمہ داری سب سے بڑھ کر مجھ پر عائد ہوتی ہے۔"[1]

14۔ حضرت عمرو بن العاص فرماتے ہیں:

"انتهى عجبى الى ثلاث : المرء يفرمن القدروهولاقيه، ويبصرفى عين اخيه القذى فيعيبه ، ويكون فى عينه الجذع فلا يعيبه، ويكون فى دابته الصعر فيقومها بجهده ويكون فيه الصعرفلايقوم نفسه۔"[2]

"مجھے تین باتوں پر حیرت ہے۔آدمی تقدیر سے بھاگتا ہے حالانکہ وہ اس کو پہنچ کر رہے گی۔اپنے بھائی کی آنکھ میں ایک دھبہ دیکھ کر اسے شرمندہ کرتا ہے، حالانکہ اس کی اپنی آنکھ میں دھبہ ہے اور وہ اس پر شرمندہ نہیں ہوتا۔اس کے جانور کو التواءالعنق کی بیماری ہے اور وہ اس کو اپنی کوشش سے درست کرلیتا ہے لیکن اس کو خود التواءالعنق کی بیماری ہے اور وہ اسے درست نہیں کرتا۔"

15۔ حضرت عمرو بن العاص فرماتے ہیں:

"لا امل جليسى ما فهم عنى ، وانماالملال لدناءة الرجال۔"[3]

"میں اپنے ہم نشین کو ملال میں نہیں ڈالتا،جب تک وہ مجھ سے کچھ سمجھتا ہے کیونکہ کسی کو ملال میں ڈالنا آدمی کے گھٹیا پن کی دلیل ہے"۔

16۔محمد فرج مصری نے فاتح اعظم حضرت عمرو بن العاص میں مبرد سے نقل کیا ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمرو بن العاص نے حضرت امیر معاویہ سے عبدالملک بن مروان کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ میں تین امور پر عمل کرتا ہوں اور تین امور کو چھوڑ دیتا ہوں، جن امور پر عمل کرتا ہوں وہ یہ ہیں۔

1۔میں عوام کے قلوب کو ہاتھ میں لینے کی سعی کرتا ہوں۔

2۔ہر آدمی کی بات غور سے سنتا ہوں۔

3۔جب کسی بات میں اختلاف ہو جائے تو جو بات آسان ہو اسے اختیار کرتا ہوں۔

اور جن امور کو ترک کر رکھا ہے وہ یہ ہیں۔

---

1 محمد فرج مصری، فاتح اعظم حضرت عمرو بن العاص، نفیس اکیڈمی، کراچی، ص : 47
Muhammad Faraj Misri, Fateh Azam Hazrat Amr bin Al Aas,Nafees Acadmy, karacchi, P : 47

2 ابن عساکر، محب الدین،ابو سعید، عمر بن غرامہ العمروی، تاریخ مدینہ دمشق، ج:46،ص : 190
Ibn e Asakir, abil Qasim Ali bin Al Hassan, TareeKh Madeena Dimashq, Darul Fikr, Vol : 46, P : 190

3 ابن عساکر، محب الدین،ابو سعید، عمر بن غرامہ العمروی، تاریخ مدینہ دمشق، ج:46،ص : 183
Ibn e Asakir, abil Qasim Ali bin Al Hassan, TareeKh Madeena Dimashq, Darul Fikr, Vol : 46, P : 183

1۔ لڑائی جھگڑے اور فساد سے ہمیشہ پرہیز کرتا ہوں۔

2۔ کمینے کی صحبت میں کبھی نہیں جاتا۔

3۔ ہر اس امر سے اعراض کرتا ہوں جس کی وجہ سے بعد میں مجھے عذر و معذرت پیش کرنی پڑے۔

میری مثال اس شعر کے موافق ہے۔

فقلت له تجنب كل شيء یعاب علیک ان الحر حر۔[1]

"میں نے اس سے کہا کہ ہر اس شے سے اعراض کر جو بعد میں تجھ پر عیب جوئی کا سبب بنے یاد رکھ شریف آدمی ہمیشہ وہی کام کرتا ہے جو حقیقت میں شریفوں کو زیب دیتے ہیں"۔

17۔ "خوشحال معاشرے کی اساس انصاف پر ہے"۔[2]

18۔ "رہنماء ایک چرواہے کی مانند ہوتا ہے جو اپنے ریوڑ کی حفاظت اور رہنمائی کا ذمہ دار ہوتا ہے"۔[3]

19۔ "جرات خوف کی عدم موجودگی نہیں بلکہ خوف کے وقت کام کرنے کی آمادگی ہے"۔[4]

20۔ "عفو و درگزر طاقت کی علامت ہے نہ کہ کمزوری کی"۔[5]

21۔ "ایک سچے مومن کی پہچان عاجزی ہے کیونکہ عاجزی کے ذریعے ہم اپنی حدود سے معرفت حاصل کرتے ہیں"۔[6]

22۔ "علم فہم و حکمت کی چابی ہے اور اسے حاصل کرنا اور پھیلانا ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے"۔[7]

23۔ "صبر ایک ایسی صفت ہے جو ہمیں اللہ تعالی پر ایمان و یقین کے ساتھ سختیوں اور مصیبتوں کو سہنے کی اجازت دیتی ہے"۔[1]

---

1 محمد فرج مصری، فاتح اعظم حضرت عمرو بن العاص، نفیس اکیڈمی، ص:46

Muhammad Faraj Misri, Fateh Azam Hazrat Amr bin Al Aas,Nafees Acadmy, karacchi, P : 46

2 ابن ہشام، سیرت رسول اللہ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ج:4، ص:231

Ibn e Hisham, Seerat e Rasoolullah, Darul kutob Al ilmia, Berut, Labnan, V : 4 , P : 231

3 ابن جریر، ابو جعفر، محمد بن جریر الطبری، تاریخ الطبری، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ج:3، ص:276

Ibn e Jareer, Abu Jafir, Muhammad bin Jareer Tabri, Darul kutub Al ilmia, Berut, Labnan, V : 3, P : 276

4 ابن کثیر، عماد الدین، اسماعیل بن عمر بن کثیر، البدایہ والنہایہ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ج:7، ص:125

Ibn e Kaseer, emadudeen,Ismael bin Umarbin Kaseer,Al bidaia wanihaia, Darul kutub Al ilmia, Berut, Labnan, V : 7 , P; 125

5 البخاری، محمد بن اسماعیل، الصحیح الجامع البخاری، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، حدیث:245

Al Bukhari, Muhammad bin Ismael, Al Sahi Al Jamey Al bukhari, Darul kutub Al ilmia , Berut, Labnan, H : 245

6 ابن ہشام، سیرت رسول اللہ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ج:4، ص:261

Ibn e Hisham, Seerat e Rasoolullah, Darul kutub Al ilmia, Berut, Labnan, V : 4, P : 261

7 ابن جریر، ابو جعفر، محمد بن جریر الطبری، تاریخ الطبری، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ج:3، ص:287

Ibn e Jareer, Abu Jafir, Muhammad bin Jareer Tabri, Darul kutub Al ilmia, Berut, Labnan, V : 3, P : 287

24۔ "اتحاد واتفاق طاقت کی بنیاد ہے جس کے ذریعے ہم عظیم مقاصد انجام دے سکتے ہیں"۔[2]

حضرت عمرو بن العاص کے درج بالا اقوال پر غور کر کے آج کے زمانے کا ایک زیرک انسان بھی دنگ رہ جاتا ہے کہ ان کے اقوال اس قدر قیمتی اور بے مثال ہیں کہ اگر عصر حاضر میں ان پر عمل کیا جائے تو دنیا کے ساتھ ساتھ آخرت میں بھی کامیابی اور سرخروئی مقدر ٹھہرے۔

خلاصہ بحث:

حضرت عمرو بن العاص ایک ایسے جلیل القدر صحابی رسولؐ ہیں جن کی فصاحت وبلاغت، معاملہ فہمی اور الجھی گتھیوں میں سدھار لانے کا عمل قبل از اسلام مشرکین مکہ میں بھی مشہور و معروف تھا اسی لئے مشرکین مکہ بھی انھیں اپنے سفارتی امور کی انجام دہی کے لیے اپنا نمائندہ بنا کر دوسرے ممالک میں بھیجتے تھے اور اسلام لانے کے بعد تو ان کی فصاحت وبلاغت کو چار چاند لگ گئے چنانچہ خود رسول اللہ ﷺ نے انھیں عمان کے حاکموں کے پاس اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا اور وہ اس مہم میں مکمل طور پر کامیاب بھی ٹھہرے۔ فاروق اعظم جیسا شخص آپ کی فصاحت کا مدح سرا ہے، امام شعبیؒ نے عربوں کے چار چوٹی کے ذہین اشخاص میں آپ کا شمار کیا ہے۔ آپ کے خطبات اور خطوط آپ کی فصاحت وبلاغت کے بے مثال ہونے کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ اپنے ایک خط میں مصر کی سرزمین کا نقشہ کچھ اس انداز میں کھینچا کہ حضرت عمر فاروق جیسا زیرک شخص بھی یہ کہنے پر مجبور ہو گیا کہ عمرو بن العاص نے مجھے مصر کے بارے میں اس طرح لکھا گویا کہ میں خود سرزمینِ مصر کا مشاہدہ کر رہا ہوں۔ آپ کے خطوط میں اشارات و کنایات، استعارات و تشبیہات اور حقائق و مجازات کا استعمال ماہرانہ انداز میں ہے جس کو پڑھنے کے بعد جدید دور کے زبان دان حیران رہ جاتے ہیں اور ان کی فصاحت وبلاغت کے آگے سر تسلیم خم کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

آپ کی فصاحت وبلاغت کے چرچے کے ساتھ ساتھ آپ کے حکیمانہ اقوال بھی علم و حکمت سے لبریز ہوتے تھے اور ان میں ایسی قیمتی پند و نصائح پائی جاتی ہیں کہ آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ ان کے حکیمانہ اقوال عموماً معاشرے کے سدھار کے حوالے سے ہیں یعنی انصاف کی اہمیت، قیادت کی ذمہ داریوں، جرات و حوصلہ، درگزر، عاجزی، علم و حکمت، صبر، اتحاد واتفاق، ایمان و یقین اور مروت و وقار وغیرہ آپ کے اقوال زریں کے اہم موضوعات ہیں۔

---

1 ابن کثیر، عماد الدین، اسماعیل بن عمر بن کثیر، البدایہ والنہایہ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ج:7، ص:145

Ibn e Kaseer, emadudeen,Ismael bin Umarbin Kaseer,Al bidaia wanihaia, Darul kutub Al ilmia, Berut, Labnan, V : 7 , P;145

2 البخاری، محمد بن اسماعیل، الصحیح البخاری، دار الکتب العلمہ، بیروت، لبنان، حدیث:246

Al Bukhari, Muhammad bin Ismael, Al Sahi Al bukhari, Darul kutub Al ilmia, Berut, Labnan, H : 246